

خطرناک توقف

نمبر ۳۴۵۰

ایک خطبہ

شائع شدہ بروز جمعرات، ۱۸ مارچ، ۱۹۱۵

واعظ: سی۔ ایچ۔ سپرجینن

مقام: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیونگٹن

”پس وہ توقف کرنے لگا۔“

پیدائش ۱۹:۱۶

لوط ایک نہایت بزرگی سے ملّیس کیا گیا۔ ہلاکتِ عام کے بیچ میں، فرشتے بھیجے گئے تاکہ اُس کی نگہبانی کریں۔ اُس نے وہ انتباہ پایا جو اکثر نے سنا نہ تھا — اور اُس نے اُس دہشت کو محسوس کیا جو اُس انتباہ سے برخاست ہونی چاہیے تھی — حالانکہ بعض جنہوں نے وہ پیام سنا، اپنے قریب آتے وقتِ عذاب کو کچھ کم ہی اہم جانا۔

لوط اُس حالت میں کھڑا تھا جیسے ایک وہ شخص جو جانتا ہے کہ اُسے شہر کو چھوڑنا ہے، کیونکہ وہ عنقریب برباد کیا جائے گا؛ جس نے قصد کر لیا ہے کہ وہ ضرور نکلے گا، بلکہ جانے کو آمادہ ہے — مگر اِس سب کے باوجود، کچھ دیر کو جھجک رہا ہے، کچھ لمحے کے لیے ٹھہر رہا ہے، جلدی سے بچ رہا ہے، اپنے مسکن سے ایک دلی وابستگی کے باعث اپنے قیام کو طول دے رہا ہے — اور یوں ہلاکت کے سامنا میں، دیر کر رہا ہے — گو علم رکھتا ہے کہ عدالتِ جلدی اُنی ہے، ”وہ توقف کرنے لگا۔“

میرا ایمان ہے کہ اس اعتبار سے لوط اُن بہت سے خوشخبری کے سننے والوں کی حقیقی تصویر ہے۔ وہ کم از کم اُس کی دھمکیوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ نجات کے راستے کے بارے میں کچھ واقفیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اُس راہ پر چلیں گے اور جلد ہی چلنے کو تیار ہیں۔ مگر مدتوں سے وہ فیصلہ کی سرحد پر رُکے ہوئے ہیں، تقریباً قائل ہیں کہ مسیحی ہو جائیں۔

اگرچہ اُن کا ارادہ مسیح کے پیرو بننے کا مضبوط دکھائی دیتا ہے، افسوس کہ وہ تھم جاتے ہیں، وہ اپنے پُرانے حال میں ٹھہرے رہتے ہیں — دو خیالوں کے بیچ ڈانواں ڈول۔

ایسے لوگوں سے میں اِس شام کچھ و عظیم کلمات کہنے کا قصد رکھتا ہوں۔ سب سے پہلے، تم سے شخصی طور پر، تمہارے اپنے ہی معاملات کے لیے، التجا کرنا چاہتا ہوں۔ پھر، دوسروں کی بابت کچھ کلمات عرض کروں گا، کیونکہ میرا دل پُورا قائل ہے کہ جو شخص توقف کرتا ہے، وہ فقط اپنے ہی لیے خطرہ نہیں لاتا بلکہ دوسروں کو بھی مخاطر میں ڈالتا ہے — جیسے لوط کی توقف اُس کی بیٹیوں اور اُس کی بیوی کے لیے بھی مضر تھی۔

اور آخر میں، اُن وسائط کی تمجید کروں گا، جنہیں مجھے اُمید ہے کہ خُدا آج شب استعمال کرے گا — ویسے ہی جیسے اُس نے لوط کے ساتھ استعمال کیے — کہ کوئی فرشتہ سا ہاتھ، یا کوئی الہی مشیت کا دباؤ، اُس متوقف کو پکڑے اور اُسے ہلاکت کے شہر سے باہر نکالے، تاکہ وہ دوڑتا ہوا مسیح خُداوند کی پناہ میں جائے۔

— پس میں آغاز کروں گا

۱

اُس شخص سے خطاب کرتے ہوئے جو ابھی تک توقف میں ہے:-

میں چاہوں گا کہ اس وقت میری حیثیت ایک واعظ کی نہ ہو، بلکہ ایک دوست کی ہو جو اُس شخص سے گفتگو کر رہا ہے جو توقف میں ہے — جو فیصلہ کے قریب ہے — اور اُس سے دلی اور مانوس لہجے میں کلام کر رہا ہے، مگر ساتھ ہی نہایت سنجیدہ مقصد کے ساتھ میری جان میں کچھ خیالات ہیں جو مدت سے ابال کھا رہے ہیں، اور اب تک تلاطم میں ہیں۔

میں نے سنا کہ جہنم کی گہرائی میں ایک خفیہ مجلس منعقد ہوئی۔ تاریکی کے عالم میں ابلیس نے اُن تمام بدروحوں کو جمع کیا جو اُس کے حضور وفادار تھیں، اور اُس نے اُن سے کہا، ”میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے ایک جھوٹا رُوح بن کر روانہ ہو، تاکہ بہتوں کو فریب دے۔ کیونکہ خوشخبری ایمان داری سے سنائی جا رہی ہے، اور آدمی میرے مدمقابل مسیح کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں۔ اے جہنم کی روحو! میں تمہاری امداد چاہتا ہوں کہ یہ انجیل آگے نہ بڑھے۔ اب تم میں سے ہر ایک اپنی اپنی تدبیر

بیان کرے کہ کس چالاکی سے آدمیوں کو مسیح کی طرف جانے سے روکا جا سکے۔ اور جس کی تدبیر میری مکارانہ حکمت کو ”سب سے زیادہ موزوں لگے گی، اسی کو میں آدمیوں کے درمیان سب سے زیادہ رائج کروں گا۔“

تب ایک بدروح کھڑی ہوئی اور کہنے لگی، ”اے دوزخ کے شہزادے! میں جاؤں گا اور آدمیوں سے کہوں گا کہ نہ کوئی خدا ہے، نہ بہشت، نہ دوزخ، نہ آخرت۔“

لیکن ابلیس نے کہا، ”یہ بے کار ہے۔ جس انسان کی بابت میں سوچ رہا ہوں، اُس تک خوشخبری اس قدر پہنچ چکی ہے کہ یہ فریب اُسے متاثر نہ کرے گا۔ وہ جانتا ہے کہ خدا ہے — وہ اس پر کامل یقین رکھتا ہے۔ دنیا میں جو شہادتیں ہو چکی ہیں، اُن سے اتنی روشنی پھیل چکی ہے کہ وہ اس حقیقت سے آنکھ نہیں موند سکتا۔ اگرچہ تیری تدبیر عمدہ ہے، مگر یہ کامیاب نہ ہوگی۔“

پھر ایک اور اُٹھا اور کہنے لگا، ”میں کتابِ مقدس کی صداقت پر شک ڈالوں گا۔ میں خدا کے کلام کی تعلیمات کو جھٹلاؤں گا تاکہ ”لوگ مسیح سے دور رہیں۔“

مگر اُس خبیث سردار نے پھر اعتراض کیا کہ یہ بھی کافی نہ ہوگا، کیونکہ جس ہجوم تک خوشخبری پہنچی ہے، اور جن کی تبدیلی کی راہ کو میں بند کرنا چاہتا ہوں، وہ تاریخی حقائق سے اس قدر واقف ہیں کہ انہیں سنجیدگی سے جھٹلایا نہ جا سکے گا۔ اور جو مثبت ایمان میں پرورش پائے ہیں، وہ شک کی حالت میں جی نہ پائیں گے۔

بہت سی چالیں پیش کی گئیں، مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کون سی تجویز سب سے زیادہ ابلیس کو پسند آئی، اور جسے اُس نے آدمیوں کے درمیان سب سے زیادہ چلانے کا قصد کیا۔ ایک ناپاک رُوح اُٹھا اور کہنے لگی، ”میں نہ تو خدا کی ہستی پر شک ڈالوں گا، نہ کتابِ مقدس کی صداقت پر۔ میں جانتا ہوں کہ اس کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن میں یہ کروں گا — میں آدمیوں سے کہوں گا کہ اگرچہ یہ سب باتیں سچ ہیں اور اہم بھی، مگر اُن کے لیے جلدی کی کوئی ضرورت نہیں۔ اُن کے پاس وقت بہت ہے، وہ انتظار کر سکتے ہیں، یہاں تک کہ کوئی زیادہ مناسب گھڑی آ جائے، تب وہ اُن باتوں کی طرف متوجہ ہوں گے۔“

ابلیس اُس مکر سے خوش ہوا اور کہنے لگا، ”اے خادم! جا، تُو نے وہ جال بن لیا ہے جس میں شکاری باقی سب سے زیادہ پرندے ”پکڑے گا۔ تیرے اس کام میں کامیابی ہو۔ یہ زہر مہلک ہے شمار جانوں کو ہلاک کرے گا۔“

جب میں اس مکروفریب کو دیکھتا ہوں تو میری سعی یہ ہو گی کہ اُس جال کو چاک کر دوں، اور اُس زہر کا پردہ فاش کروں، تاکہ کوئی بھی نادانستگی سے اُس میں نہ پھنسنے اور خبردار ہوئے بغیر ہلاک نہ ہو۔

— اب واپس آتے ہیں اپنے اصل مقصد کی طرف — یعنی اُس شخص سے دلی اور انفرادی خطاب کرنا جو توقف میں ہے اے میرے عزیز دوست! میں تجھ سے پوچھتا ہوں: کیا وہ معاملہ جس میں تُو ابھی تک تذبذب میں ہے، تیری جان کے لیے حیاتی اہمیت نہیں رکھتا؟ یہ تیرے نفس، تیرے اصلی وجود، تیری ابدی تقدیر کا معاملہ ہے۔ تُو لافانی ہے — تُو اپنے اندر ایک غیر فانی اصل کو پہچانتا ہے — اور تُو اس بات سے آگاہ ہے کہ تُو یا ابدی شادمانی میں یا ابدی افسوس میں جیتا رہے گا۔

کیا تُو سمجھتا ہے کہ اُس آئندہ زندگی کی تیاری کو موخر کرنا مناسب ہے جو تجھے لازماً پیش آنا ہے؟ اگر میں جانتا کہ کوئی شخص تیرا مال ہتھیلے کو ہے، اور اگر تُو مستعد نہ ہوا تو اپنا سب کچھ کھو دے گا، تو میں یقیناً تجھ سے کہتا، ”جاگ جا، بوشیار ہو جا“

اگر میں جانتا کہ کوئی مہلک بیماری تیرے بدن پر حملہ آور ہو چکی ہے، اور اگر نظر انداز کیا گیا تو وہ پوری طاقت حاصل کر ”لے گی، تو میں کہتا، ”فوراً طبیب کے پاس جا! دیر نہ کر، کیونکہ جسمانی صحت بہت قیمتی ہے“

مگر اے عزیز، اگر تیرا مال قیمتی ہے، تو تیری جان اُس سے بدرجہا زیادہ بیش قیمت ہے۔ اور اگر اس خاکی جسم کی صحت کی فکر ضروری ہے، تو تیری جان کی بھلائی بدرجہا زیادہ ضروری ہے — اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔ کیا تُو نہیں سمجھتا کہ اگر کسی چیز کو موخر کرنا ہو، تو وہ وہی ہو جو کم اہم ہو؟ کیا مسیح نے حق بجانب نہ کہا جب اُس نے فرمایا، ”پہلے تم خدا کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈو“؟ کیا تیری عقل اس پر گواہی نہیں دیتی کہ اُس نے درست فرمایا؟ مجھے تجھ سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

میں اُس سے ہمکلام ہوں جس کی عقل بیدار ہے۔ کیا ایسا نہیں؟ فرض کر کہ تُو دنیا میں کامیاب ہونے کو پہلی ترجیح دے — تُو مر جائے گا اور ہلاک ہو جائے گا قبل اس کے کہ کچھ حاصل کرے! اگر یونیورسٹی کی ڈگری کو تُو اپنی اولین ترجیح بنا لے — تو وہ نہایت حقیر معاوضہ ہو گا۔ تعلیم کے اعزاز عدالت کے خوف کو کم نہ کر سکیں گے۔ کیا تُو اب یہ محسوس نہیں کرتا (اگر تُو اپنی بہتر فطرت کو بولنے دے) کہ سب سے پہلی فکر ایک انسان کو یہ ہونی چاہیے — کہ وہ خدا کے ساتھ صلح میں ہو، اور اُس کے ساتھ ہمیشہ کے لیے اپنے تعلقات درست کرے؟

اب میں تجھ سے ایک اور سوال کرتا ہوں — کیا خدا سے دُوری کی حالت میں کوئی ایسی خوشی ہے کہ تُو اُس میں باقی رہنا چاہے؟ لوط کیوں سدوم میں رکنے کا متمنی ہو؟ وہ وہاں اکثر آزدہ رہ چکا تھا۔ پچھلی ہی شب اُس کا گھر فسادیوں سے گھر گیا

تھا۔ پھر کیوں وہ رُکنے کو چاہتا؟
کیا تُو نے کسی جھجک میں کوئی خاص تسکین پائی ہے؟ کیا تذبذب اور دو آرا کے درمیان رہنے میں کچھ خاص کشش ہے؟

اے عزیز دوست! اگر تیری حالت کچھ بھی ویسی ہے جیسی میری تھی اُس وقت جب میں نے یسوع پر ایمان نہ لایا تھا، تو میں جانتا ہوں کہ تُو ضرور اس حال سے نکلنے کی تمنا رکھے گا۔ اُہ! میں بعض اوقات کس قدر سرگرمی سے مسیح کو ڈھونڈتا تھا! اور پھر کچھ اوقات میں کس قدر افسردہ ہوتا تھا کہ اُسے پا نہ سکا! پھر یکایک میں رُوحانی باتوں کے لیے بے حس ہو جاتا، اور میری اپنی ملامتیں مجھے چین نہ لینے دیتیں۔

یہ نہایت دردناک حالت ہے — اتنا نُور ہو کہ تُو جان لے کہ تُو تاریکی میں ہے، اور بس اتنا ہی — اتنا فضل ہو کہ تُو محسوس کرے کہ تجھ میں وہ نجات بخش فضل موجود نہیں — بیداری ایسی ہو کہ تُو یہ جان لے کہ اگر اپنی یہی حالت باقی رکھی، تو ہمیشہ کی ہلاکت میں پڑے گا۔

میں اس تذبذب کی حالت میں کچھ بھی دلکشی نہیں دیکھتا کہ تُو اس میں ایک لمحہ بھی اور ٹھہرے۔ اے عزیزو! کیا تم نے کبھی سنجیدگی سے غور کیا — اگر نہیں کیا، تو میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ضرور کرو — اُس ہولناک ہلاکت کی سختی پر جو تم پر آئی ہے اگر تم نے یسوع مسیح پر ایمان نہ لایا، اور دوسری طرف اُس بے بیان جلال اور مسرت پر جو تمہارے حصہ میں آئے گی اگر تم اُس پر ایمان لاؤ اور نجات پاؤ؟

میں تمہیں روس کی تاریخ سے ایک واقعہ پورے تفصیل سے تو نہیں سنا سکتا، مگر وہ وقت کی اہمیت کو کچھ بیان کرتا ہے۔ زار روس یکایک وفات پا گیا، اور آدھی رات کے وقت سلطنت کے ایک مشیر نے شہزادی الیزبتہ کے پاس آ کر کہا، ”اے شہزادی! تُو ”فوراً آ اور تاج اپنے سر پر رکھ لے۔“
وہ ہچکچائی، کیونکہ راہ میں رکاوٹیں تھیں، اور وہ اس مرتبہ کو اختیار کرنے کی خواہشمند نہ تھی۔ مگر مشیر نے کہا، ”اے شہزادی! بس ایک لمحہ کے لیے بیٹھ جا۔“

پھر اُس نے اُس کے سامنے دو تصویریں کھینچیں۔ ایک تصویر میں وہ خود اور اُس کا محبوب قید خانے میں دکھائی دیتے تھے، اذیتوں میں مبتلا، اور پھر دونوں کو کلہاڑے کے نیچے موت کے لیے لے جایا جاتا ہے۔
”یہ،“ اُس نے کہا، ”تُو چاہے تو اختیار کر سکتی ہے۔“
دوسری تصویر میں وہ خود روس کی تمام سلطنت کا تاج پہنے ہوئے، اور تمام امراء اُس کے حضور سجدہ ریز، اور پوری قوم اُسے خراج تحسین پیش کرتی۔
یہ، ”اُس نے کہا، ”ہے دوسرا پہلو۔ مگر آج کی رات، اے شہزادی! تجھے فیصلہ کرنا ہوگا کہ ان دونوں میں سے کیا تجھے ”منظور ہے۔“

جب اُس کی آنکھوں کے سامنے وہ دونوں منظر روشن ہوئے، تو وہ زیادہ دیر تک تذبذب میں نہ رہی، بلکہ اُس نے تاج کو چُن لیا۔

اب میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لیے بھی ویسی ہی دو تصویریں کھینچوں — اگرچہ مجھے وہ ہنر حاصل نہیں۔
یا تو تُو ہمیشہ کے لیے گہری اور بڑھتی ہوئی مصیبت میں ڈوب جائے گا، پچھتاوے سے بھرا کہ یہ سب کچھ تُو نے خود اپنے — ہاتھوں سے چُنا —
یا اگر تُو مسیح کے لیے فیصلہ کرے اور اُس میں آرام پائے، تو تُو اُن لوگوں کی سی خوشی میں شریک ہوگا جو کبھی نہ ختم ہونے والی خوشی میں، بغیر کسی غم کے آمیزش کے، خُدا کے تخت کے سامنے ابد تک فرحت پاتے ہیں۔

میرے خیال میں تو، اس انتخاب میں تذبذب کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ یہ فیصلہ ہونا چاہیے۔
میں خُدا کے پاک رُوح سے دُعا کرتا ہوں کہ تجھے اس فیصلے کے لیے آج رات مدد دے۔
اس اُڑتی ساعت پر ابدیت کا بوجھ ہے۔
آج کی رات کا فیصلہ اُس موم کی مانند ہے جو اب نرم ہے — ایک بار اگر وہ سرد ہو گیا تو اُس پر جو نقش پڑے گا، وہ ابد تک قائم رہے گا۔
خُدا کرے کہ یہ فیصلہ مسیح کے حق میں ہو — اُس کے کام کے لیے، اُس کے صلیب کے لیے، اُس کے تاج کے لیے۔

میں ابھی بھی، اے عزیز دوست، تجھے تھامے رکھنا چاہتا ہوں — جیسے ابھی تیری پوشاک کا بٹن پکڑا ہو — اور تجھ سے یہ کہنا چاہتا ہوں: تُو اتنی دیر سے کیوں رُکا ہوا ہے؟
کیا میں نے تجھے کچھ برس پہلے سڑک پر نہ پایا، اور تُو نے مجھ سے کہا، ”جناب، میں کئی سالوں سے آپ کا سامع ہوں؟“ اور ”میں نے پوچھا، ”اوہ! ہاں، تو تُو کلیسیا میں کب شامل ہوا؟“
”اور تُو نے کہا، ”اُہ! میں نے یہ کبھی نہیں کیا۔“

اور جب میں نے پوچھا، ”کیوں نہیں؟“ تو تُو دیانت دار تھا اور کہا، ”کیونکہ میں مسیح پر ایمان نہیں رکھتا — میں اُس کا مومن ”نہیں ہوں۔“

کیا تجھے یاد ہے کہ میں نے تیرا ہاتھ زور سے دبایا اور کہا، ”آہ! مجھے اُمید ہے کہ زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ تُو اپنا دل خُداوند کو دے دے“ — اور تُو نے جواب دیا، ”خیر، مجھے بھی اُمید ہے کہ جلد دے دوں گا؟“
اب اُس بات کو کافی عرصہ گزر چکا ہے — اور تب سے تیرے بال سفید ہونے لگے ہیں۔
شاید اگر میں تجھ سے آج رات ملوں اور وہی سوال پوچھوں، تو تُو ویسا ہی جواب دے گا۔
— اور اگر دس سال بعد، تُو اور میں زندہ ہوں، تو ہماری حالت ابھی بھی ویسی ہی ہو گی
”میں پھر بھی منت کرتا ہوا، اور تُو پھر بھی کہتا ہوا، ”ہاں، ہاں، بالکل درست ہے

— نہیں، نہیں، میں کہتا ہوں — یہ سراسر غلط ہے
— یہ ہاں کہنا، مگر عمل نہ کرنا
— یہ انجیل کے حکم کو قبول کرنا اور پھر نظر انداز کرنا
— یہ جھکنا اور پھر مزاحمت کرنا
یہ توبہ کرنا اور پھر بھول جانا۔
بھول جانا!“ ہاں، بھولتے جانا، اور بھولتے رہنا، یہاں تک کہ یہ دیر ایک ناقابلِ تلافی ہلاکت میں تجھے ڈال دے گی۔“

کیا شے ہے جس کا تُو انتظار کر رہا ہے، اے میرے دوست؟
کیا کوئی ایسا گناہ ہے جسے تُو چھوڑ نہیں سکتا؟
کون سا گناہ ایسا ہے جس کی خاطر آدمی ہمیشہ کے لیے ہلاک ہو جائے؟
اگر کوئی ایسا ہے، تو اُسی پر جمے رہ، جاری رکھ

میں تجھ سے کہتا ہوں، تُو اپنی غفلت کا دفاع نہیں کر سکتا۔
اسے ایک کسوٹی پر پرکھ لے — اگر کوئی ایسی لذت ہے، خواہ جسمانی ہی کیوں نہ ہو، جس کے لیے تُو ابدی غضب کو سہہ لے، تو جا اور اُس لذت کو پورے ولولے سے حاصل کر۔
مگر اگر ایسی کوئی چیز نہیں — تو نادان نہ بن، نہ دیوانہ بننے کی جسارت کر۔

کیا میں سُنتا ہوں کہ تُو لاعلمی کا عذر پیش کرتا ہے؟
اگر میں سمجھتا کہ تیرا یہ دعویٰ سچ اور راست ہے، تو ضرور تیرے لیے کوئی معقول بہانہ تلاش کرتا۔ مگر فرض کر لیتے ہیں — کہ فی الواقع تُو نہیں جانتا

تو اے عزیز دوست! کیا تجھے آج ہی کلامِ مقدس کی تلاش و تفتیش شروع نہیں کر دینی چاہیے؟
کیا تجھے نہایت سنجیدگی سے یہ جاننے کی جستجو نہ کرنی چاہیے کہ یہ امور یقینی اور برحق ہیں؟
کیونکہ یہ بات اچھی نہیں کہ جان بے معرفت ہو۔ اور اگر تُو لاعلمی کے سبب ہلاک ہو رہا ہے، تو یقیناً اُس کی کوئی معقول وجہ نہیں — کیونکہ ہم میں سے اکثر اِس پر خوش ہوں گے کہ تجھے مزید واضح طور پر نجات کی راہ دکھائیں۔

”مگر ابھی وقت مناسب نہیں۔“
کیا تُو اپنے لیے کوئی زیادہ موزوں گھڑی کی اُمید لگائے بیٹھا ہے؟
میں تجھ سے پوچھتا ہوں: کیا تُو گمان کرتا ہے کہ کل تُو آج سے بہتر حالت میں ہو گا؟
کیا تجھے یہ توقع ہے کہ دس برس بعد تُو مسیح کو تھامنے کے زیادہ قریب ہوگا؟
میں تو ایسا نہیں سمجھتا۔

کیا تُو نے کبھی اُن نرم سپنجوں کو دیکھا ہے جو وقت کے ساتھ سخت پتھر بن جاتے ہیں؟
یہ ایک سست عمل ہے — برسوں لیتا ہے۔

لیکن یہی عمل تدریجاً تیرے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔
ہر سال تُو اور زیادہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔
دنیا کی فکروں اور گناہوں کی بوند بوند تیرے دل کو سنگدل بناتی جا رہی ہے۔
تُو پتھرِ یلا ہوتا جا رہا ہے۔

— میں کہتا ہوں کہ توبہ کا سب سے بہتر وقت یہی لمحہ ہے
اور یسوع کی طرف دوڑنے کا بہترین موسم یہی ہے۔

اس سے پہلے کہ گھڑی پھر سے ٹک کرے، تیرا دل اور زیادہ بے حس ہو جائے گا۔
یہ یقیناً نرم نہیں ہو رہا — اور نہ ہوگا۔

کیا آج کے لمحے سے بڑھ کر کوئی اثر انگیز قوت ہوگی جو تجھے کھینچ سکے؟
خُدا کا روح ابھی حاضر ہے۔
کیا تُو اُس سے بڑھ کر کسی قوت کی تلاش میں ہے؟
مسیح کا خون گناہ کا مکمل کفارہ ہے۔
کیا نجات کے لیے تُو اس سے بڑھ کر کچھ چاہتا ہے؟
کیا تُو چاہتا ہے کہ مسیح دوبارہ زمین پر آئے تاکہ تجھے بچائے؟
کیا تُو کسی ایسی وعدہ کی امید کرتا ہے جو کتابِ مقدس میں موجود وعدوں سے بڑھ کر ہو؟
— یا کسی ایسی دعوت کا انتظار کر رہا ہے جو خوشخبری کی موجودہ پکار سے زیادہ فیاض ہو
آج نجات کا دن ہے؛ آج مقبول وقت ہے "؟"

میں تجھ سے منت کرتا ہوں، اے توقف کرنے والے، اب اور توقف نہ کر۔
— آہ! کاش میں تیرے باتھوں کو تھام سکتا اور تجھے نجات دہندہ کے حضور لے چلتا
لیکن میں یہ نہیں کر سکتا۔
البتہ، میں اُس سے دعا کروں گا کہ آج کی رات خود تجھے اپنے پاس لے آئے۔

"تُو کہتا ہے، "میں اس پر غور کروں گا۔
نہیں — یہی وہ بات ہے جو میں نہیں چاہتا۔
میں چاہتا ہوں کہ تُو اب ایمان لا
اور کل کے سوچنے کی بات نہ کر۔

اگر تُو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے یسوع پر توکل کرے
،اپنی جان اُس کے ہاتھ میں سونپ دے
تو تُو اُسی لمحے نجات پاتا ہے۔
یہ ایک فوری کام ہے۔

جیسے ہی گناہگار ایمان لاتا ہے "
،اور اپنے مصلوب خُدا پر توکل کرتا ہے
،وہ فوراً معافی پاتا ہے
"مکمل نجات اُس کے خون سے حاصل کرتا ہے۔

— آہ! کاش تُو ابھی وہ سادہ ایمان اختیار کرے
،اور کل کے سوچنے کی بات ترک کرے
!کیونکہ کل، کل، کل — افسوس! کل کبھی نہیں آتا
— یہ کسی تقویم میں موجود نہیں
سوائے نادانوں کے سالنامے کے۔

ہر دن عقل مند کے لیے "آج" ہے
جیسے وہ آتا ہے۔
،نادان آج کو ضائع کرتا ہے
اور یوں ساری زندگی ضائع کر دیتا ہے۔

— اے توقف کرنے والے! میں تجھ سے منت کرتا ہوں
اب تُو اپنے اُس طویل توقف پر غور کر۔
کیا یہ تجھے کافی نہیں؟
کیا یہ مدت کافی دراز نہ تھی؟

پس میں تجھ سے اُس بزرگ کے الفاظ میں کہتا ہوں:
"تم کب تک دو خیالوں میں لٹکے رہو گے؟"

اور ایک اور کی مانند تجھ سے درخواست کرتا ہوں
"آج ہی چُن لو کہ تم کس کی خدمت کرو گے"

— اور خُدا کا پاک رُوح اِس انتخاب میں تیری رہنمائی کرے
اور وہی تمجید پائے۔

اب میں ایک دوسرے مضمون کی طرف آتا ہوں۔

II

میں توقف کرنے والے کو یاد دلاتا ہوں کہ جب وہ توقف کرتا ہے، تو وہ دوسروں کی جانوں کو بھی خطرے میں ڈال رہا ہوتا ہے۔

جب لوط اپنے دامادوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا کہ یہ شہر ہلاک کیا جائے گا، تو وہ اُس کے نزدیک ایسے تھا جیسے کوئی ٹھٹھا کرتا ہو۔

شاید وہ اُس سے یوں کہنے لگے ہوں، "جا، اے بوڑھے ناسمجھ! کیا تُو سمجھتا ہے ہم تیری باتوں پر یقین لائیں گے؟ آسمان صاف و نیلا ہے، سورج طلوع ہو چکا ہے — کیا تُو ہمیں یہ حماقت باور کرانا چاہتا ہے کہ آسمان سے آگ اور گندھک برسے گی؟ ہم تجھ پر ایمان نہیں لاتے۔"

جب لوط ٹھہرا، تو وہ اپنے ہی مقصد کو ناکام بنا رہا تھا، اور اگر وہ اپنے دامادوں کو سچائی پر قائل کرنا چاہتا تھا، تو وہ بدترین — کام کر رہا تھا

کیونکہ جب وہ توقف کرتا رہا، تو وہ یقیناً یہ کہتے ہوں گے، "یہ بوڑھا خود بھی اپنی بات پر یقین نہیں رکھتا، ورنہ یہ جلدی کرتا، اپنا اسباب باندھتا اور فوراً یہاں سے نکل جاتا۔ بلکہ، وہ اپنی بیٹیوں کا ہاتھ پکڑتا اور انہیں شہر سے باہر لے جاتا۔"

ایسے آدمی کے رویے میں تھوڑی سی بھی بچکچاہٹ، جو کہتا ہے کہ کوئی بولناک عدالت قریب ہے، اُن کے شک کرنے کے — لیے کافی ہے

"بلکہ یہ کہنے کا جواز ہو گا،" یہ خود بھی اس بات پر ایمان نہیں لاتا جو ہمیں کہتا ہے۔

کیا تم میں سے بعض نے کبھی دوسروں سے سنجیدگی سے اُن کی جانوں کی قدر کے بارے میں گفتگو کی ہے، حالانکہ تم خود نجات یافتہ نہیں؟

کیا تُو نے کچھ روز قبل کسی کو قسم کھانے سے روکا؟ اگر ایسا کیا، تو میں خوش ہوں۔
کیا تُو پریزگاری کی انجمن کا رکن ہے، اور نشہ خوری کو روکنے کی کوشش کرتا ہے؟ یہ اچھی بات ہے۔
کیا تُو گناہ کو اپنے سامنے بے تعزیر گزرنے نہیں دیتا؟ یہ بھی اچھی بات ہے۔

مگر اے انسان!

کیا منہ لے کر تُو دوسروں کو ملامت کرتا ہے، جب تُو خود فیصلہ کن نہیں؟
تیری یکسانیت کہاں ہے؟

اگر وہ تجھ سے کہہ دیں، "اگر خُدا کا فضل واقعی قابلِ اعتماد ہے، تو تُو خود اُس سے صلح کیوں نہیں کرتا؟
اگر دین میں کچھ مطلوب ہے، تو تُو اُس کے احکام پر عمل کیوں نہیں کرتا؟
"اگر مسیح واقعی نجات دہندہ ہے، تو تُو اُس کے تابع کیوں نہیں ہوتا اور اُس کے فرائض کو قبول کیوں نہیں کرتا؟
— تو میں نہیں جانتا کہ تُو کیا جواب دے گا
سوائے شرمندگی کے ایک سرخ رنگ کے، جو تیرے چہرے کو لپیٹ لے، اور تیری خجالت کو ظاہر کرے۔

،لوط نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ جو نقصان کیا، وہ اس سے بھی زیادہ شدید تھا
کیونکہ جب وہ توقف کر رہا تھا، تو وہ بھی لازماً توقف کرتی ہوں گی۔
وہ انہیں روک رہا تھا۔
وہ خود ہی کی مانند خطرے میں تھیں۔

اے نوجوان! کتنے ساتھیوں کو تُو اب تک ایمان کی تعلیم دے چکا ہوتا، اگر تُو خود فیصلہ کر چکا ہوتا

یہ بڑی خوشی کی بات ہے جب ایک نو بیابتا جوڑا اپنی اولاد کے بگڑنے سے پہلے خُدا کی طرف رجوع لاتا ہے۔
— میں اُس باپ کا شکر کرتا ہوں جسے میں جانتا ہوں اور عزت دیتا ہوں
— اُس کی اولاد میں صرف ایک بچہ ایسا ہے جسے یاد ہے کہ شامیں تاش کھیلنے میں گزرتی تھیں
اور اُسے وہ رات یاد ہے جب تاش کی سب گڈیوں کو آگ میں جھونک دیا گیا تھا۔

— اُسی ایک بچے کو یاد ہے کہ سبت کے دن کیسا ہوتا تھا
— چپ چاپ سیر و تفریح، مگر نہ عبادتِ عام نہ انفرادی عبادت
پھر اُسے وہ وقت بھی یاد ہے جب گھر میں خاندانی قربانگاہ قائم ہوئی، اور دُعا خاندانی رسم بن گئی۔
اُسے یہ دُعائیں بھی یاد ہیں کہ باپ کا گناہ اولاد پر نازل نہ ہو۔

!آہ! کیا ہی مبارک گھڑی تھی

اگر والدین دیر سے ایمان لاتے، تو بُری مثال مٹائی نہ جا سکتی۔
ایمان لانے کے بعد وہ نیک نمونہ شاید اولاد پر اثر نہ ڈال سکتا
بلکہ وہ اُن کی پرانی گناہ آلود زندگی کی پیروی کرتے۔

اے والدین! جب تم خود ہچکچاتے ہو، تو کیا تم نہیں سمجھتے کہ تمہارے اہل خانہ کے باقی لوگ بھی ہچکچائیں گے؟

میں نے بار بار دیکھا ہے کہ جب شوہر یا بیوی دونوں کسی حد تک حق کو جانتے ہیں، مگر فیصلہ نہیں کرتے، تو وہی حالت باقی
رہتی ہے۔

لیکن جونہی شوہر کو نجات حاصل ہوتی ہے، بیوی بھی آ کر اپنے ایمان کا اقرار کرتی ہے۔
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پھر اولاد بھی اُسی راہ پر آتی ہے۔
— خُدا کی مصلحت میں صرف اتنا چاہیے ہوتا ہے کہ گھر کے سربراہ کا فیصلہ ہو
اور یہی دوسروں کے فیصلہ کا سبب بنتا ہے۔

پس یہ نہایت افسوسناک بات ہے کہ کچھ مرد و عورتیں قبر کے دبائے پر رکے کھڑے ہوں، اور دوسروں کے توقف کا باعث ہوں

— اُن کی مثال دوسروں کو خطرے میں ڈالتی ہے۔
تم میں سے اکثر بخوبی جانتے ہو کہ یہی حال تمہارا ہے۔
پس میں اِس سچائی کو تمہارے ضمیر پر چھوڑتا ہوں، اُمید رکھتا ہوں کہ یہ تمہیں بیدار کرے گی۔

— اور آخر میں میں ایک اور مشاہدہ پیش کرنے کی جُرأت کرتا ہوں
شاید، فقط شاید، لوط کی بیوی کی موت کی کچھ ذمہ داری لوط پر بھی عائد ہو۔

— اگر تم سمجھو کہ یہ الزام سخت ہے، تو یاد رکھو
ضرور اُس نے اپنے شوہر کو توقف کرتے دیکھا ہو گا۔
— وہ عورت خود اُس سے بھی کم درجے کی تھی
پس جب اُس نے اُسے توقف کرتے دیکھا
تو کچھ تعجب نہیں اگر اُس کے اِس مہلک نمونہ نے اُسے پیچھے مڑ کر دیکھنے پر آمادہ کر دیا۔

شاید لوط کی ساری زندگی کے افسوسوں میں ایک یہ بھی رہا ہو گا
میں اُس شہر سے جلدی نہ نکلا جیسا نکلنا چاہیے تھا۔
میں جلدباز نہ تھا۔
میں رکا، ٹھہرا، اور ہچکچایا۔
"مجھے فرشتوں کے ہاتھوں سے کھینچ کر نکالا گیا۔"

— اور شاید اُسی وجہ سے اُس کی بیوی نے پیچھے مڑ کر دیکھا
اور نمک کا ستون بن گئی۔

!اے تذبذب میں پڑے ہوئے انسان
میں نہیں چاہتا کہ تُو کبھی یوں محسوس کرے کہ تیری بیوی کا خون تیرے دامن پر ہے۔

اے غیر فیصلہ کن باپ! میں اس خیال سے کانپتا ہوں کہ کہیں آنے والے برسوں میں تُو یہ نہ کہے
"میری اولاد کی روحوں کی ہلاکت میری تاخیر کا نتیجہ تھی"
!افسوس! ایسا ہو سکتا ہے — ہاں، ایسا ہو سکتا ہے

پس اب، ایک بھائی کی محبت سے بھرپور دل سے، میں تجھ سے التجا کرتا ہوں
تُو یقیناً ایمان لانے کا ارادہ رکھتا ہے، تُو نے مسیحی بننے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔
تُو نہ تو دہریہ ہے، نہ ٹھٹھا کرنے والا۔
— تُو سخت دل اور باغی نہیں — بلکہ تیرا دل نرم اور ان باتوں کے لیے تیار ہے
— تو پھر، ابھی دے دے
،اسی رات اپنے آپ کو اُس مقدس ہاتھ کے سپرد کر
جو ایک وقت صلیب پر میخوں سے چھیدا گیا۔

وہی ہاتھ تجھے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالے گا۔

روح القدس آج کی رات تجھ سے یوں فرماتا ہے
"خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لا، تو نجات پائے گا"
کیونکہ

"جو ایمان لایا اور بپتسمہ لیا، وہ نجات پائے گا، اور جو ایمان نہ لایا، وہ ہلاک کیا جائے گا۔"
— خواہ اُس نے ایمان لانے کا ارادہ ہی کیوں نہ کیا ہو
!اگر وہ ایمان لائے بغیر مر گیا، تو ضرور ہلاک ہوگا

— اب ہماری آخری بات یہ ہے

III

آئیے توقف کرنے والوں کے لیے دُعا کریں کہ وہ کسی طریق سے جلد بازی کی طرف مائل ہوں۔ :

،میں یہ توقع نہیں رکھتا کہ فرشتے ان راہداریوں میں چلتے پھریں گے
— یا ان بینچوں کے درمیان سے گزریں گے
لیکن پھر بھی، میں اُمید رکھتا ہوں کہ خُدا کی طرف سے کوئی پیغام رساں آئے گا۔

— بعض اوقات، توقف کرنے والوں کو اُن کے اپنے ہی خیالات نے بیدار کیا
جب رُوح القدس نے اُن خیالات کو برکت بخشی۔

ایک نہایت سادہ مشاہدہ ایک شخص کے فیصلہ کا ذریعہ بنا۔
وہ ایک کاریگر تھا، اور اُس کی طبیعت ریاضیاتی انداز کی تھی۔
وہ ایک اجتماع میں شریک ہوا۔
،اجتماع ایک بالاخانے میں تھا
،اور جب وہ نیچے سیڑھیوں سے اتر رہا تھا
— تو اُس کی نگاہ اُس شہتیر پر پڑی جو لوگوں کا بوجھ سہار رہا تھا
،تو اُس نے اپنے دل میں کہا
"!کتنا بوجھ رہا ہوگا اس پر"

اُسی لمحہ اُس کے دل میں ایک خیال بجلی کی مانند آیا
"!اور تُو پر کتنا بوجھ لدا ہوا ہے"

— کیسے ایک خیال دوسرے کے پیچھے آیا، یہ میں نہیں جانتا
،لیکن اُس نے جب اُس خیال پر غور کیا
— تو اُسے محسوس ہوا کہ اُس پر گناہ کا ایسا بوجھ ہے جو اُسے پیس ڈالے گا

— وہ اُس بوجھ کو سنبھال نہیں سکتا
اور اُس کی جان بھی ایسے ہی منہدم ہو جائے گی جیسے کوئی عمارت
جس کے شہتیر کمزور ہوں اور آخر کار ڈھے پڑیں۔

میں نہیں جانتا کہ یہ خیال کس صورت میں تیرے دل میں آئے گا
مگر میں فقط یہی دُعا کرتا ہوں کہ ایسا کوئی خیال تجھے بیدار کرے اور فیصلہ کرنے پر آمادہ کرے۔

کبھی کبھی، کسی راستباز انسان نے فیصلہ انگیز کلام دیا۔
ایک لوہار اپنی بھٹی میں دھونکنی چلا رہا تھا
بارش سے بچنے کے لیے اُس کے دکان میں آکھڑا ہوا۔ (McCheyne) جب راستباز مکچین

:جب کوئلے دہک رہے تھے، تو اُس نے فقط اتنا کہا
"یہ آگ تجھے کس چیز کی یاد دلاتی ہے؟"

— لوہار نے کوئی جواب نہ دیا
مگر وہ گیا، اور یہ بات اُس کے دل میں پیوست ہو گئی۔

— اُسے آنے والے غضب کی یاد آئی
اور وہ اُس غضب سے بچنے کو دوڑ پڑا۔

ہم نہیں جانتے کہ خُدا کی فضل سے کون سی بات
کون سا لمحہ، کون سا وسیلہ تجھے فیصلہ کرنے پر آمادہ کر دے۔

وہ جو لوط کے ساتھ فرشتہ بھیجتا تھا
وہ تجھ سے بھی کسی موزوں کلمہ کے ذریعہ کام لے سکتا ہے۔

پس میں سب مسیحیوں سے التماس کرتا ہوں کہ ہر موقعے کو غنیمت جانیں
اور اپنی گفتگو کو فضل سے معمور رکھیں۔

ہر پانی کے کنارے بیج ہو دو
کیونکہ تُو نہیں جانتا کہ کون سا پہلے گا — یہ یا وہ۔

کبھی کبھی، عزیزوں یا دوستوں کی موت نے بھی انسان کو بیدار کیا۔
"کسی نے سوچا،" اگلا میں ہو سکتا ہوں۔

جب کسی پیارے بچے کو دفن کیا گیا
تو غمزدہ باپ کو خیال آیا
"اگر میں اپنی راہ نہ بدلا"
"تو میں اُسے آسمان میں کبھی نہ دیکھ پاؤں گا۔"

اسی طرح، غم سے چُور ماں نے ایک نجات دہندہ کو ڈھونڈا
اس امید پر کہ وہ اُسی سرزمینِ ابدی میں اپنے بچے سے دوبارہ مل سکے گی۔

— ایسے واقعات مبارک ہیں
!وہ موتیں باعثِ برکت ہیں جو زندوں کے لیے ابدی زندگی کا دروازہ کھول دیں

یہ ننھے فرشتے اپنے مختصر سفر کو جنت کی طرف کرتے ہیں
اور ہمیں راہ دکھا جاتے ہیں۔

مگر اے عزیز دوست
کیا تُو چاہتا ہے کہ ایسا کوئی صدمہ اُسے
تب جا کر تُو فیصلہ کرے؟

میں اُمید کرتا ہوں کہ تُو اپنی محبتوں کو کھوئے بغیر ہی مسیح کو دے دے گا۔

کبھی کبھار، بلکہ بہت کم
کسی کی ذاتی بیماری نے بھی فیصلہ کروا دیا۔

کچھ ایسے ہیں، مگر افسوس! بہت ہی کم
جنہوں نے موت کے وقت نیک اقرار کیا۔

ایک فوجی، جس کا ذکر میں نے کہیں پڑھا
— پوٹومیک کی فوج میں تھا
وہ پیچھے لایا گیا تاکہ وہیں مر جائے۔
— وہ سخت زخمی تھا
اور بخار میں مبتلا بھی۔

کسی نے اُسے، اُس وقت سے کچھ دیر پہلے جب بخار اُسے آگھیرا، ایک سپاہی کی کہانی سنائی تھی — جو اپنے پہرہ کی جگہ
پر سوتا پایا گیا تھا، اور موت کی سزا سنائی گئی تھی۔
وہ بے چارہ، بخار کی بے ہوشی میں، اپنے آپ کو وہی مجرم سپاہی تصور کرنے لگا، اور اُس طبیب کی طرف فریاد کی، جو اُس
کی تیمارداری کر رہا تھا
جناب، مجھے کل صبح گولی مار دی جائے گی، اور چونکہ میں چاہتا ہوں کہ سب کچھ خُدا کے حضور درست ہو، تو براہ کرم
"فوراً پادری کو بلا بھیجیے — میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔

طبیب نے، اُس کے دل کو تسلی دینے کی خاطر، کہا
"نہیں، نہیں — تمہیں کل صبح گولی نہیں ماری جائے گی، یہ صرف ایک غلط فہمی ہے۔"

مگر اُس نے اصرار سے کہا
"اوہ، مگر مجھے یقین ہے، مجھے تو مارا ہی جائے گا۔"

طبیب نے پھر کہا
میں یہاں ہوں گا، اور اگر کوئی تمہیں ہاتھ بھی لگائے گا، تو میں اُسے گرفتار کرا دوں گا — میں یہ یقینی بناؤں گا کہ تم نہ
"مرو۔"

تب اُس نے کچھ پُرسکون لہجے میں کہا
"کیا واقعی، طبیب صاحب؟ تو پھر، پادری کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے فی الحال اُس کی حاجت نہیں۔"

— یوں اُس کے الفاظ سے ظاہر ہوا کہ اُسے خوف نے، نہ کہ ایمان نے، اُبھارا تھا
اور وہ بھی فقط ایک بخار زدہ خواب میں۔

کتنے ہی ایسے آدمی ہیں جو، اگر یہ گمان کریں کہ وہ مرنے والے ہیں، کہیں گے
"اوہ ہاں! سب کچھ درست کہہ دو، جو کہنا اور کرنا واجب ہے۔"
لیکن اگر انہیں یقین دلایا جائے کہ وہ ابھی کچھ عرصہ اور زندہ رہیں گے
،تو وہ اپنا ایمان مؤخر کر دیں گے
اور اپنے خوف کو مٹا کر آرام کریں گے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان، جب وہ موت کے سایہ تلے ڈرتے ہیں
— تب جو فیصلہ کرتے ہیں، وہ اصلی نہیں ہوتا
کیونکہ وہ خوف پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ ایمان پر۔

خُدا کا رُوح آج یہاں موجود بعض دلوں میں گناہ کا احساس گہرا کرے۔
تیرے جرائم تجھے جُبھیں
تُو اپنی خطاؤں سے گھبرا جائے
تُو اپنی نافرمانی، ناشکری، اور بے ایمانی پر خُود سے نفرت کرے۔

— تُو اُس زہر کو اپنے اندر محسوس کر جو خُدا کی دشمنی ہے
اور اِس رات یہ جان لے کہ خالق سے جدائی
اور خُدا سے بیگانگی، کیسی ہلاکت خیز اور شرمناک حالت ہے۔

،کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ
،بیل اپنے مالک کو پہچانتا ہے، اور گدھا اپنے آقا کی چرنی کو"
"لیکن انسان — جس پر آسمانی محبت نازل ہوئی — وہ اپنے خُدا، اپنے دوست، اپنے محسن کو نہ پہچانے؟

،اوہ، کاش تُو اپنی آنکھوں کو آرام نہ دے، اور اپنی پلکوں کو نیند نہ دے
،جب تک کہ تُو خُداوند کے نام کا اقرار نہ کرے
اور اُس کی صداقت اور قدرت کو تھامنے کے لیے اُس کی طرف نہ دوڑ جائے۔

کاش تُو اتنا بے قرار ہو جائے کہ جب تک تُو اپنے گناہوں کا اقرار
،اس بڑے بھائی، مسیح کے حضور نہ کر لے
،اور خُدا سے معافی نہ مانگ لے
تب تک نیند نہ آ پائے۔

— کیونکہ معافی ہے
رحمت دستیاب ہے — اور ابھی میسر ہے۔

جو کوئی خُداوند یسوع مسیح پر ایمان لائے گا، نجات پائے گا۔

— ایمان لانا، یعنی سادہ مگر خالص بھروسا
یعنی اُسی پر انحصار اور اپنی جان اُس کے رحم و کرم پر ڈال دینا۔

،خُدا کا فضل تجھے یہ سادہ ایمان عطا کرے
،کہ تُو اسی گھڑی اُس کی رحمت پر گر جائے
اور اُس کے وعدہ پر یقین کرے۔

— پس تُو اسی رات نجات پانے والوں میں شمار کیا جائے گا
اور ساری تمجید اُسی کو حاصل ہو۔

خُداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ایسا ہو، آمین

سی۔ ایچ۔ اسپرژن کی تفسیر
لوقا 15: 1 تا 24

آیت 1۔

تب سب محصول لینے والے اور گناہگار اُس کے پاس آئے تاکہ اُس کی سُننے۔
اُس کی محبت کی کشش اُنہیں اندرونی دائرہ میں کھینچ لائی۔ اگر وہ کسی خودبین فریسی کی مانند ہوتا، تو وہ اُس کے کلام کو
سُننے کے لیے بھی دُور ہی رہتے۔ مگر نجات دہندہ نے ایسی نرمی، ایسی سچائی، اور ایسی ظاہری محبت سے کلام فرمایا کہ
”تب سب محصول لینے والے اور گناہگار اُس کے پاس آئے تاکہ اُس کی سُننے۔“

آیت 2-

”اور فریسی اور فقیہ یہ کہہ کر بڑبڑانے لگے کہ، ”یہ شخص گناہگاروں کو قبول کرتا ہے اور اُن کے ساتھ کھاتا ہے۔ اُن کے قہر و غضب کی گرج اور بجلی اُس کی انسانیت بھری مہربانی کو سرد نہ کر سکی، بلکہ اُس کے دل کی نرمی نے اُن کی تلخی کا جواب اور بھی شیریں کلامی سے دیا۔“

آیت 3-

تب اُس نے اُن سے یہ تمثیل کہی۔
اور پھر ہم تین تمثیلات پڑھتے ہیں—لیکن یہ تینوں ایک ہی ہیں، جیسے کہ ایک تصویر تین تختیوں میں ہو۔ ان میں ہم گم شدہ گناہگاروں کے تین نظارے دیکھتے ہیں، اور تثلیثِ اقدس کے تینوں اقدام کو ایک ہی مقصد میں—یعنی انسانوں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے میں—متحد پاتے ہیں۔

آیات 4 تا 7-

تم میں سے کون شخص اگر اُس کے پاس سو بھیڑیں ہوں اور اُن میں سے ایک کھو جائے تو ننانوے کو بیابان میں چھوڑ کر اُس کھوئی ہوئی کے پیچھے نہ جائے جب تک اُسے پالے؟ اور جب اُسے پالے تو خوش ہو کر اُسے اپنے کندھوں پر رکھ لے۔ اور ”جب گھر آنے تو دوستوں اور پڑوسیوں کو بُلا کر کہے، ”میرے ساتھ خوشی کرو کیونکہ میری کھوئی ہوئی بھیڑ مل گئی ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح ایک گناہگار کے توبہ کرنے پر آسمان میں خوشی ہو گی بنسبت اُن ننانوے راستبازوں کے جنہیں توبہ کی حاجت نہیں۔“

یہ اُن بڑبڑانے والے فریسیوں کے لیے ایک مکمل جواب تھا۔ چرواہے کو کہاں ہونا چاہیے؟ کیا اُسے کھوئی ہوئی بھیڑ کی تلاش میں نہ جانا چاہیے؟ کیا یہ اُس کی اولین ذمہ داری نہ تھی؟ کیا یہی کام اُس کے لیے سب سے زیادہ خوشی کا باعث نہ تھا؟ یسوع المسیح اُنہی کی سوچ کے مطابق کہتا ہے، ”اے فریسیو، تم تو خود کو ایسی بھیڑیں سمجھتے ہو جو کبھی نہ کھوئیں۔ اگرچہ تمہاری اپنی نظر میں ایسا ہے، مگر تم کبھی مجھے اتنی خوشی نہ دے سکتے ہو جتنی یہ گم شدہ محصول لینے والے اور گناہگار دیتے ہیں، جب میں اُنہیں پالوں گا۔“

آیات 8 تا 10-

یا کون سی عورت جس کے پاس دس درہم ہوں، اور اگر ایک کھو جائے تو چراغ نہ جلائے اور گھر کو جھاڑ پونچھ کر اُسے ڈھونڈتی نہ رہے جب تک پالے؟ اور جب پالے تو اپنی سہیلیوں اور پڑوسیوں کو بُلا کر کہے، ”میرے ساتھ خوشی کرو کیونکہ“ میرا کھویا ہوا درہم مل گیا ہے۔
میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح ایک گناہگار کے توبہ کرنے پر خدا کے فرشتوں کے سامنے خوشی ہوتی ہے۔

یہ اُن کے لیے دوسرا زناٹے دار جواب تھا۔ ”یہ گناہگار بھی تمہاری مانند قیمتی ہیں۔“ مسیح فرماتا ہے، ”میں بیٹھ کر تمہاری مانند سگوں کو نہیں گنتا بلکہ اُس عورت کی مانند ہوں جو کھوئے ہوئے درہم کی تلاش میں ساری محنت اور سارا چراغ جلا ڈالتی ہے۔“

یہاں ہم رُوح القدس کا کام دیکھتے ہیں، مگر رُوح القدس کلیسیا کے وسیلہ سے کام کرتا ہے، جو اُس عورت کی مانند ہے۔ کلیسیا کا کام ہے کہ وہ چراغ جلائے—یعنی انجیل کا نور روشن کرے۔ کلیسیا کا کام ہے کہ وہ جھاڑو دے—یعنی شریعت کی چھڑی سے گرد جھاڑ دے۔ اُس کا کام ہے کہ ہر کونے کھدے میں اُس کھوئے ہوئے درہم کو ڈھونڈے، جو اپنے گرنے سے اپنی قیمت نہیں کھو بیٹھا۔

مسیحی محنت صرف کوشش پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ نجات تک پہنچتی ہے۔ جب کلیسیا اپنا درہم پا لیتی ہے، تو وہ بھی خوشی مناتی ہے۔ وہ اپنے دوستوں کو بُلاتی ہے، اور رُوح القدس اپنی کلیسیا میں اپنے کام کو دیکھ کر شادمان ہوتا ہے۔

آیت 11-

اور اُس نے کہا۔

اب وہ تمثیل آتی ہے جو سب سے اعلیٰ ہے—وہ جو باپ ابدی کی محبت کو ظاہر کرتی ہے۔

آیات 11 تا 12-

کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اُن میں سے چھوٹے نے اپنے باپ سے کہا، ”اے باپ، جو مال میرے حصّہ میں آتا ہے مجھے دے دے۔“

تو اُس نے اُن کو اپنی معیشت بانٹ دی۔

یہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ رہ کر سب کچھ بانٹنے پر قانع نہ تھا۔ دوسرا بیٹا تو چاہتا کہ باپ سب کچھ اپنے پاس رکھے، مگر یہ

”کہتا ہے، ”مجھے دے دے—میرا حصہ—مجھے اپنی مرضی کا مالک بنا دے۔
[انسانی فطرت! افسوس! یہ بچگانہ، ناشکر، اور بے محبت روح ہے۔

آیت 13-

اور چند ہی دن بعد چھوٹا بیٹا سب کچھ جمع کر کے دُور کے ملک کو روانہ ہوا اور وہاں اپنی معیشت کو عیاشی کی زندگی میں اڑا دیا۔

وہ ایسا اپنے باپ کے گھر میں نہ کر سکتا تھا۔ باپ کی نگاہ اُس کے لیے روک تھی۔ انسان خُدا سے دُور اس لیے جانا چاہتا ہے کیونکہ وہ گناہ کرنا چاہتا ہے۔ بے ایمانی کی جڑ میں گناہ کی محبت ہے۔ انسان خُدا کے کلام سے اس لیے جھگڑتا ہے کیونکہ وہ: کلام اُس سے جھگڑتا ہے۔

14

۔، اور جب اُس نے سب کچھ خرچ کر ڈالا
کیونکہ ہر جسمانی شادمانی کی ایک انتہا ہوتی ہے۔ انسان محض ایک حد تک جا سکتا ہے۔ جب وہ پیالہ ختم کر چکتا ہے، تو وہ ”از خود چشمہ بن کر نہ بھرے گا۔“ اور جب اُس نے سب کچھ خرچ کر ڈالا۔

14

۔ تو اُس ملک میں سخت کال پڑا؛ اور وہ محتاج ہونے لگا۔
جب اُسے سب سے زیادہ مال کی ضرورت تھی، تب چیزیں اور بھی مہنگی ہو گئیں۔ جب اُس کے پاس کچھ نہ تھا خریدنے کو، تو ہر چیز کی قیمت بڑھ گئی۔ جب وہ اپنے باپ کے ساتھ رہنا تھا، کبھی محتاج نہ ہوا تھا، اور اگر وہیں رہتا تو کبھی نہ ہوتا۔
”خداوند میرا چوپان ہے، مجھے کمی نہ ہو گی۔“
اور وہ محتاج ہونے لگا۔

15

۔ اور وہ اُس ملک کے ایک شہری کے ساتھ جا ملا؛ اور اُس نے اُسے اپنے کھیتوں میں سور چرانے بھیجا۔
اُس میں ایک طرح کی مہربانی تھی، لیکن ایک ذلت آمیز مہربانی۔ ”شریروں کی نرمی بھی ظلم ہے۔“ اُس نے اُسے سور چرانے بھیجا۔
یہودا، جو ناپاک جانوروں کو برداشت نہ کر سکتا تھا—اب اُنہی کو چرانا تھا۔ جب انسان دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے، تو شیطان اور اُس کے ساتھی اُسے مزید گہرے گناہ کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ اُسے کوئی نئی رنگین تفریح دکھاتے ہیں—کوئی اور بھی گھناؤنا گناہ، جس میں وہ پہلے کبھی نہ ڈوبا تھا۔
وہ اُسے کہتے ہیں کہ اب کوئی اُمید نہیں، پس اب پوری آزادی سے گناہ کر اور اپنی حدوں کو پار کر۔ ”اُس نے اُسے اپنے ”کھیتوں میں سور چرانے بھیجا۔“

16

:- اور وہ چاہتا تھا کہ اُن پہلیوں سے اپنا پیٹ بھرے جو سور کھاتے تھے
مگر نہ وہ اپنی محنت سے روٹی حاصل کر سکا، نہ کسی خیرات سے۔
!کیسا محتاجی کا عالم تھا اُس پر
لیکن دنیا کی سب سے بدترین محتاجی یہ ہے کہ ایک گناہگار جو اب اپنے گناہ سے تنگ آ چکا ہے، مگر کہیں راحت نہ پاتا—نہ اندر نہ باہر۔

پرانا آشیانہ برباد ہو چکا، اور نیا ابھی بنایا نہیں گیا۔
دنیا کی خوشیاں اُسے دھوکہ دے چکی ہیں۔
،ناپاک صحبتوں کی لذتیں اُس کے ذوق پر بوجھ بن چکیں، اور اب وہ اُنہیں نہیں چاہتا
مگر نہ اُس کے پاس کوئی اور خوشی ہے، نہ اُسے امید ہے کہ کہیں اور سے خوشی ملے گی۔

17-16

۔، اور کسی نے اُسے کچھ نہ دیا۔ اور جب اُسے ہوش آیا
”تو گویا وہ اب تک اپنے ہوش میں نہ تھا۔ گناہ نے اُسے دیوانہ کر دیا تھا۔“ جب اُسے ہوش آیا۔

!۔ اُس نے کہا، میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو روٹی وافر ملتی ہے، اور میں یہاں بھوک سے مر رہا ہوں پھر بھی میں اُس کا بیٹا ہوں۔ وہ اب بھی میرا باپ ہے، اور میں جانتا ہوں کہ اُس کے ہاں روٹی کی فروانی ہے۔“
 تو پھر میں کیوں بھوکا مر رہا ہوں؟
 ”کتنا افسوسناک ہے کہ میں فاقہ گش ہوں، جب کہ میرے باپ کے گھر میں سب کچھ موجود ہے۔
 یہی تو اُس بھوکے، پیاسے، گناہ سے تھکے جان کے لیے سب سے بڑی تحریک ہے کہ وہ خُدا کی طرف لپکے۔ کہ خُدا کے پاس سب کچھ ہے۔
 وہ اپنے بندوں کو اس قدر کھلاتا ہے کہ وہ سیر ہو جاتے ہیں اور اُن کے پاس فاضل بھی ہوتا ہے۔
 تو اُس کا بیٹا، خواہ آوارہ بھی ہو، کسی پردیسی سرزمین میں بھوکا کیوں مرے؟

20-18

میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا، اور اُس سے کہوں گا، ”اے باپ، میں نے آسمان کے خلاف اور تیرے حضور گناہ کیا ہے، اور اب اس لائق نہیں رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں؛ مجھے اپنے مزدوروں کی مانند کر لے۔“ اور وہ اُٹھا اور اپنے باپ کے پاس گیا۔
 یہ اُس پر خُدا کا رحم تھا کہ اُس کا عزم فقط عزم بن کر نہ رہ گیا۔
 اُس نے اپنے ارادہ کو عمل میں بدلا۔

20

- اور جب وہ ابھی دُور ہی تھا، اُس کے باپ نے اُسے دیکھ لیا، اور اُس پر ترس کھایا، اور دوڑ کر اُس کے گلے میں لپٹ گیا، اور اُسے چوم لیا۔
 تو کیا وہ اپنے باپ کے پاس آیا، یا باپ اُس کے پاس آیا؟
 یہ دونوں ہی باتیں سچ ہیں، مگر سب سے زیادہ یہ کہ باپ اُس کے پاس آیا۔
 جب وہ ابھی دُور ہی تھا، اُس نے آدھا راستہ بھی طے نہ کیا تھا۔ باپ اُس کے استقبال کو دوڑا۔
 اُس نے اُسے دیکھا، اُس پر ترس کھایا، دوڑا، اور اُس کے گلے میں لپٹا، اور اُسے چوم لیا۔

21

- اور بیٹے نے اُس سے کہا، ”اے باپ، میں نے آسمان کے خلاف اور تیرے حضور گناہ کیا ہے، اور اب اس لائق نہیں کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔“
 وہ شاید آگے کہنا چاہتا تھا، ”مجھے اپنے مزدوروں کی مانند کر لے،“ مگر باپ نے اُس کے ہونٹوں پر بوسہ دیا، اور وہ دعا کبھی مکمل نہ ہوئی۔
 وہ دعا انجیل کے لائق نہ تھی، اور باپ کی محبت نے اُسے روک دیا۔
 جہاں تک اُس نے کہا، وہ بہت تھا۔

24-22

- مگر باپ نے اپنے خُدام سے کہا، ”بہترین پوشاک لا کر اُسے پہنا دو، اور اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی، اور پاؤں میں جوتے پہنا دو؛ اور وہ پلا ہوا بچھڑا لا کر ذبح کرو؛ اور ہم کھائیں اور خوشی منائیں؛ کیونکہ میرا یہ بیٹا مُردہ تھا، اور زندہ ہو گیا؛ کھو گیا تھا، اور مل گیا۔“ اور وہ خوشی منانے لگے۔
 یہ خوشی بھری ہوئی تھی، شادمانی سے لبریز، اُمنگوں سے سرشار، مسرت سے لبالب۔
 مجھے وہ پرانا لفظ ”خُوشی“ بہت پسند ہے۔ بعض لوگ اس سے گھبراتے ہیں۔
 ”میں نے کسی کو یہ کہتے سنا کہ ”میری کرسمس کہنا گناہ ہے۔“
 اے کاش ہم سارا سال ایسی خوشی منایا کریں
 خاص طور پر اگر وہ خوشی ایسی ہو جیسی اس تمثیل میں دکھائی گئی ہے۔
 اؤ، تم بھی خوشی منانے لگو

